

خطبات

خواجہ شمس الدین

Acd 120

Track 1

47:38

انٹرویو ریڈیو ابو ظہبی

... بسم اللہ

ورکشاپ کے تمام شرانکاء میتمام طلبہ طالبات اساتذہ اور اس ورکشاپ کو منظم کرنے والے لوگ بلاشبہ قابل آسائش ہیں اور بلاشبہ ان لوگوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا کرم اور انعام ہے کہ ان سب لوگوں نے ورکشاپ کی تبلیغ میں اور ورکشاپ قائم کرنے میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو استعمال کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں اس علم کی دولت سے مالا مال فرمائے جس علم کے بارے میں حضرت ابو حنیفہؒ فرمایا: کہ حضور الصلوٰۃ والسلام سے علم کے دو لفظ ہیں علم ایک کا لفظ میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرا لفظ میں نے چھپا لیا یا اپنے پاس محفوظ رکھا لوگوں نے سوال کیا کہ علم کوئی چھپا ہے کی چیز نہیں ہے آپ نے دوسرا لفظ جس کو اپنے پاس محفوظ رکھا اس کو بھی ظاہر کر دینا چاہئے حضرت حنیفہؒ نے فرمایا یہ لفظ میں ظاہر کردوں تو مجھے اس بات پر کوئی شک نہیں ہے کہ تم لوگ مجھے قاتل کر دو گے اس طرح حضرت ابن عباسؓ نے بھی قرآن پاک کی ایک آیت کا ترجمہ کر کے فرمایا: کہ صاحب جو دو علوم چھپے ہوئے ہیں ایک وہ ہے جس کا ترجمہ میں نے بیان کیا تشریح میں نے بیان کی لیکن اگر میں اس آیت کے پیچھے جو باطنی حکومت ہے اس کو ظاہر کردوں تو تم لوگ یقیناً مجھے قاتل کر دو گے اور کر دو گے جہاں تک دنیاوی علوم کا تعلق ہے دراصل نظریات کے سنگل ہوئے ہیں افلاطون نے یہ نظریہ پیش کیا کہ قدرت جب تخلیق کرتی ہے انسانوں کے سلسلہ میں اس میں تخلیق کے دو رخ ہوئے ہیں تخلیق کا ایک رخ ہے کہ قدرت ایسے انسان پیدا کرتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ ایسے دماغ اور ایسی صلاحیت عطا کرتے ہیں کہ وہ لوگوں پر حکمرانی کے فرائض انجام دیتے ہیں اور اس تخلیق میں دوسرا گروہوں حکمرانی کو قبول کرتا ہے اور ساری زندگی غلامی کی زندگی بسر کر کے مر جاتا ہے افلاطون کا نظریہ یہ تھا کہ آقا اور غلام قدرت پیدا کرتی ہے افلاطون کے بعد سکرات پیدا ہوئے، دانش ور حکیم یا سائنسدان اس نے افلاطون کے نظریہ کی تجدید کی اس نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے قدرت سب کو ایک طرح پیدا کرتی ہے بادشاہ، فقیر، امیر، دانش ور، ظالم، جاگیر، رحم دل، کوئی بھی پیشہ اختیار کرتا ہے تو

جب وہ پیدا ہوا تو اس کے والدین نے اس کو غلام بنا لیا، اور اس کا نام آقا رکھا۔ تو قدرت یکساں طور پر سب کو پیدا کرتی ہے، یعنی قدرت اپنی صفات میں تخلیق یکساں منتقل کرتی ہے، یعنی تخلیق میں قدرت نے مساوات پیدا کئے۔ لوگ اپنے مشاعرے سے چالاکی سے یا کچھ علوم حاصل کرنے کے بعد اس علوم کو ڈھال بنا کر خود آقا بن جاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو غلام بنا لیتے ہیں۔ دراصل افلاطون کے نظریے پر ایک بات بڑی درفت تھی، ایک درفت ہے جو حکمران تھا، یعنی بادشاہ، لوگ، یا حکمران لوگ یا ہمارا لوگ یا جاگیردار لوگ بھوکلا گئے اور انہوں نے اس نظریے کی مخالفت میجو بھی ان سے ہو سکا وہ کیا اور نتیجہ میں تعریف بتا دی۔ آپ لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ سکرے کو اپنے اس نظریے پر قائم رہنے کی سزا کے طور پر ذبح کا پیالہ پینا پڑا، لیکن سکرے کی موت کے بعد افلاطون کے نظریے پر اتنی بڑی ضرب پڑ گئی کہ سکرے کے بعد سے اب تک جتنے بھی بڑے بڑے حکیم پیدا ہوئے ان میں یہ چیز دوڑ کر رہی اور سکرے کے نظریے کو کوئی آدمی آج تک رد نہیں کر سکا۔ تو ہوا سکرے کے نظریے کو کچھ لوگ نے قبول کیا، کچھ لوگوں نے قبول نہیں کیا، لیکن بحال یہ ایک نظریہ زمین پر قائم ہے صدیوں سے کہ انسان کو قدرت یکساں طور پر پیدا کرتی ہے بادشاہ، امیر، غریب، بچپن ایک طرح گزرتا ہے، لڑکپن ایک طرح گزرتا ہے، البتہ ماحول کے زیر اثر انسانی صلاحیتیں یا تو روشن ہوتی ہیں یا دالال ہوتی ہیں۔ نظریاتی جنگ جب سے شروع ہوئی تاریخ اس بارے میں خاموش ہے، لیکن اس نظریے کی تعید اور تبلیغ کے لئے اگر ہم اسلامی کتابوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ بات نظر آتی ہے کہ بات تاریخ میں ملتی ہے تمام آسمانی کتابیں اللہ حیراناس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ زمین کسی مخصوص جڑ کی ملکیت نہیں ہے زمین کے اوپر پھیلے ہوئے وسائل کسی مخصوص گروہ کی ملکیت نہیں ہیں، لوگ چلا کی سے، شکاری سے، شیطن سے، کبرو غرور سے، گستاخی برتری کے وجہ سے کچھ ایسے پروگرام بنا لیتے ہیں جن پروگرام کی وجہ سے دو گروہوں آمنہ سامنے آجاتے ہیں، ایک گروہوں وسائل پر قابل ہو کر اپنے ارد گرد طاقت جمع کر لیتا ہے اور دوسرا گروہ وہاں طاقت کا مقابلہ نہ کر پاتا، وہ غلامی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ جتنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ان سب کی یہی تعلیم رہی کہ یہاں کوئی بڑا نہیں ہے کوئی چھوٹا نہیں ہے جو قبیلہ میں ہے، جو قوم میں ہے یہ صرف تعارف کے لئے بنا گئے ہیں وہ قبائل تعارف... یہ قبیلہ جو میں تعارف ذریعہ ہیں بلاشبہ اللہ کے نزدیک وہی لوگ افضل ہیں جو اللہ کو جانتے ہیں اللہ کے قانون پر عمل درآمد کرتے ہیں اور یہ وہ نبیاء ہیں جس کو ہم نبیاء رنگ و نور کہتے ہیں آج کی ورکشاپ میں آپ لوگ نبیاء رنگ و نور پر غور و فکر کریں گے، نبیاء رنگ و نور کا مطلب یہ ہے انبیاء اکرام علیہم والسلام کی وہ طرز فکر جس طرز فکر میں آسمانی کتابوں کی نشاندہی کرنا والا علوم انبیاء نے پیش کئے اور رنگ و نور میں بات واضح طور پر بتائی گئی کہ

انسان کو جو مقصد حیات ہے وہ محزوسائل کا اکھٹا کرنا یا وسائل کا استعمال کرنا مقصد نہیں بلکہ انسان کی پیدا نش کا مقصد یہ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا جس بستی نے اور جس بستی نے وسائل بنا ئے اور وسائل کو قابل کیا اس بستی کا تعارف دراصل انسان کی زندگی کا مقصد ہے یہی نظریہ رنگ و نور ہے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذہنوں کو کھولے گا ہمارے خلوص کو قبول فرمائے گا ہمارے ذہن میں جو شعور کی حد بندی ہے محدودیت ہے اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں نجات دے گا اور ہم پیغمبران طرز فکر یعنی نبیاء رنگ و نور کو سمجھیں گے اور نبیاء رنگ و نور کو سمجھ کر پوری نوع انسانی میں اس کو پھیلا دے گا لہذا جدوجہد اور کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ ہمارا حامی اور مددگار ہو وہ تھوڑی سی ریکوڈنگ میں مسئلہ

... تلاوت سورہ حشر کا آخری رکوع

سورہ حشر کے اس آخری رکوع میں میں نے آپ کے سامنے ابھی تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے غور و فکر کی دعوت دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو مثالیں دے کر سمجھا دیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر ہم قرآن کو پڑھنا شروع کر دیں تو پڑھاؤں گے، رزق ہو جائے گا اور یہ مثالیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات اسماء کا تذکرہ کیا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ صفات کی اسماء کا فائدہ یہ بھی ان لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں یہی بات تو یہ ہے کہ قرآن کے بارے میں یہ ارشاد ہے قرآن شریف اگر پڑھنا شروع کر دیں تو پڑھاؤں گے رزق ہو جائے گا قرآن پاک کے اندر جو حکمت قرآن کی طاقت اور قرآن کے اندر جو انوار و تجلیات کا جلال اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایک آدمی بڑی آسانی کے ساتھ دس بیس قرآن اپنے سر پر رکھ سکتا ہے وہ میل دو میل پیدل بھی چل سکتا ہے قرآن پاک کا اس طرح سر پر رکھنا اور قرآن پاک کے اندر اتنا نہ پس کرتا کہ قرآن کو پڑھاؤں پر نازل کر دیا جائے کہ پڑھاؤں گے رزق ہو جائے گا قرآن پاک کی جو حکمت اللہ نے بیان کی ہے وہ ایک طاقت ہے ایک بہت بڑی طاقت ایسی طاقت کے شعور اس کو کسی بھی طرح برداش نہیں کر سکتا شعوری اعتبار سے پڑھاؤں اللہ تعالیٰ کی ایسی صنعت ہے ایسی تخلیق ہے کہ جس کے بارے میں شعور ہے جانتا ہے کہ پڑھاؤں بہت مضبوط چیز ہے پڑھاؤں چٹان ہے اس میں اگر گرنے بھی چلائی جائے تو اس کے اندر نہ درار پڑھتی ہے نہ وہ ٹوٹتا ہے بلکہ یہی ہو سکتا ہے اس گرنے کی وجہ سے آدمی خود زخمی ہو جاتا ہے ایک شعوری بات ہے جو ہر انسان جانتا ہے جو پڑھاؤں جو ہیں بہت سخت جال ہے وہ ہے بڑی بڑی طاقت کو برداش کر لیتا ہے وہ شعوری اس کے اندر جو مزاحمت ہے شعوری اس کے اندر جو ساکت ہے اس کا تذکرہ پڑھاؤں کے نام سے کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم قرآن کو پڑھاؤں پر نازل کر

دیتے تو پہاڑ رذ رذ ہوجاتا اب قرآن پاک انسان پر نازل ہوا انسانوں کے لئے نازل ہوا اس کا مفہوم یہ نکلا کہ انسانوں کی جس ایجنسی پر جس انسان کے ذہن اور دماغ کے جس حصے پر قرآن نازل ہوا وہ پہاڑوں سے اور چٹانوں سے زیادہ مضبوط ہے اگر انسان پہاڑوں سے اور چٹانوں سے زیادہ مضبوط نہ ہوتا تو قرآن کے عنوان کی ضروریات سے یہ بھی رذ رذ ہوجاتا اور ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہمارے لئے نشانہ دہی ہے کہ انسان ساکت کے اعتبار سے، برداش کے اعتبار سے انسان پہاڑوں سے بہت زیادہ مضبوط ہے دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم قرآن پاک کو دو چا دس بیس رکھنے کے باوجود ہمارے اوپر اتنا بوجھ نہیں پڑھتا کہ جتنا ایک بوری وزن اٹھا نہ سہ آدمی بوجھ محسوس کرتا ہے اور اس کی ٹانگیں کپکپانے لگتی ہیں تو اس کا یہ مفہوم نکلا کہ ہم جس طرح قرآن کو پڑھتے ہیں ہم جس طرح قرآن کو شعوری طور پر دیکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قرآن کی حکمت قرآن کی تعلیمات اور قرآن کے انوار سے فائدہ اٹھا لینا نہیں ہے بات آپ لوگوں کی سمجھ میں آگئی ہے کہ قرآن محض صفات پر لکھنے والے الفاظ کا نام نہیں ہے قرآن کے جو الفاظ ہیں اس کے اندر معنی اور مفہوم ہے اور جو حکمت ہے اس کا نام قرآن ہے الفاظ کی جادوگری ہے کہ اگر آپ کسی آدمی سے شیری انسان سے بات کریں اور خود مختاری سے پیش آئیں تو الفاظ کا اثر انسان کے دماغ پر اچھا پڑھتا ہے لیکن اگر آپ نفرت سے حکارت سے کرک آواز سے بات کریں تو الفاظ کا اثر مورت سے ہوتا ہے انسان پر بوجھ پڑھتا ہے تو آواز الفاظ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے الفاظ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا... کہ ہم مثالیں دے کر بیان کرتے ہیں انسانوں کو تاکہ وہ سوچ وچار کریں اور تفکر کریں تو قرآن کی طاقت کا اندازہ کرنا قرآن کی حکمت سے فائدہ اٹھانا، قرآن کے الفاظ کے اندر جوانوار اور تجلیات کام کر رہے ہیں ان کو دیکھنا، سمجھنا اور ان الفاظ کی روشنیوں سے اپنے اندر جگمگاتی دنیا کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اسی وقت ہے جب ہمارے اندر تفکر کا

pattern

ہو اگر تفکر کا

pattern

ہمارے اندر نہیں بنے گا تو ہم قرآن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اگر ہمارے اندر سوچ، سمجھ، بصارت، بصیرت پیدا نہیں ہوگی قرآن سے ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے تو آج کی یہ آپ کی جو ورکشاپ تھی اس میں جتنے بھی گھنٹے آپ کو ملے یہ سارا وقت آپ نے سوچ وچار اور تفکر میں پورا کیا ہے یہی تفکر اگر ہم اپنی زندگی پر محید کر لیں اور یہ چند گھنٹے کا تفکر ہماری زندگی کا احاطہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہمارے اندر تفکر کا ایسا

Pattern

بن

جائے گا کہ جس

pattern

میں اتنی طاقت اور ساکت ہو تی کہ وہ قرآن کو برداش کر لیتا کہ اس قرآن کو برداش کر لیتا کہ جس قرآن کو پہاڑ بھی برداش نہیں کر سکتے نظر یہ رنگ و نور کہ تحت آج بھی ورکشاپ بلاشبہ سوچ، ریسرچ اور تفکر کی ایک مثالی نشست تھی۔ مثالی نشست میں اس بات کی دعوت دیتی کہ اور ہمیں اس طرح متوجہ کر تی کہ جس طرح ہم نے یہاں اجتماعی طور پر اور انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو پورا کرنے کے جدوجہد اور کوشش کی ہیں کہ انسان تفکر کے علاوہ کچھ نہیں کہ ہم یہاں سے جائے کہ بعد بھی تفکر کو اپنا شار بنا ئیں گے تفکر کے لئے وقت نکالیں گے اس وقت تک جب تک ہم اس قابل نہ ہو جائیں کہ قرآن کی عظمت اور رقرآن کی حکمت کو پوری طرح سمجھ سکیں آپ حضرات اپنے اللہ کے نام پر جس طرح وقت نکلا یقیناً اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے کے لئے ایک جذبہ ہے، جذبہ، کوشش اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس بات کا وعدہ فرمایا کہ جو لوگ میرے لئے میرے راستے میں جدوجہد کرتے ہیں اور اس جدوجہد میں انسان کی اپنی ذات سوار نہیں ہو تی صرف اللہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ راستے بھی ہدایت بخشتا ہے... والذین جہا دو فی نا... وہ لوگ جو خلوص دل سے ایثار سے اپنی ذات سے ہٹ کر اللہ کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے کہ ہم نے لازم کر لیا کہ ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت عطا کریں گے راستوں کی ہدایت سے مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے کوئی ایک راستے متعین ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایک لا محدود ہستی ہے کسی لا محدود ہستی تک پہنچنے کے لئے کسی ایک راستے کا تعین نہیں کیا جا سکتا کوئی ایک بہت بڑا شہر ہے اس ایک بڑے شہر کے لئے کوئی ایک راستے متعین نہیں ہوتا بہت سارے راستے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جو راستے اپنے لئے متعین کیا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے دین فرمایا ہے وہ دین ایک ایسا راستہ ہے کہ اس میں لاکھوں کروڑوں تفکر کی راہیں انسانی ذہن کے اندر سے نکلتی ہیں اور انسان اس دین میں کہ راستے پر شہر پر چل کر بہ شمار چھوٹی چھوٹی سڑکوں سے پر دُندیوں سے گلیوں سے نکل کر اس دنیا میں پہنچ جاتا ہے کہ جہاں انسان کو اللہ تعالیٰ کو سوراخ ملتا ہے ورکشاپ کا مقصد یہی ہے ہوتا ہے کہ انسان کی سوئے ہوئی صلاحیتیں بیدار ہوں اور انسان کے اندر ساکت پیدا ہو، انسان کے اندر شعور محدودیت جو ہے وہ لا محدودیت کا سبق شروع کر دے میں نے کچھ دیر آپ حضرات میں رہ کر یہ محسوس کیا اور دیکھا کہ جتنے بھی لوگ افہام و تفہیم میں لگے ہوئے تھے اللہ کے فضل و

کرم سے ان کا سوال کہ اوپر جواب کہ اوپر یا لفظوں کی معنی علوم مفہوم کہ اوپر ارتقاض تھا ان کہ ذہن میں کہیں ادھر ادھر کا خیال نہیں تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ورکشاپ کی یہی بہت بڑی کامیابی ہے مسلسل ڈھائی یا تین گھنٹہ ایک ذہن کو کر ایک نقطہ پر توجہ مرکوز کرے میرے خیال سے یہ ورکشاپ کامیاب رہی آپ کہ اندر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساکت بڑی شعور کی درمندی وہ کم ہوئی اور آپ کہ دل میں اور دماغ میں ایسے روزن کھولے جس روزن سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجلی اور انوارات کا انقباض ملا اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور مجھے اور آپ کو تو فیک عطا فرمائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اپنی زندگی کو ان طرزوں پر گزاریں جو طرزیں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل ہوئیں اور وہ زندگی کی طرزیں صرف اور صرف تفکر اور اللہ کے ساتھ وابستہ ہیں انشا اللہ ہم صراط مستقیم پر چل کھڑے ہوئے ہیں اور جب کوئی بندہ صراط مستقیم پر قدم بڑھا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جب بندہ میری طرف جب ایک قدم بڑھاتا ہے تو میں اس کی طرف دو قدم بڑھاتا ہوں جب کوئی بندہ صراط مستقیم پر میری طرف لپکتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں اللہ تعالیٰ نہ اپنے فضل و کرم سے حضور قلندر بابا اولیائے فیض سے ہمیں صراط مستقیم پر کھڑا کر دیا ہے اب یہ ہمارا کام ہے اگر ہم ایک قدم بڑھائیں گے تو اللہ تعالیٰ دو قدم ہماری طرف بڑھائے گا یعنی ایک قدم ہم نہ بڑھا یا دو قدم اللہ آیا اس میں یہ فائدہ ہو گا کہ ہم اللہ سے تین قدم قریب ہو جائیں گے اگر ہم اللہ کی طرف لپک کر چلیں گے تو طائر اللہ تعالیٰ ہماری طرف دوڑ کر آئے گا دوڑ کر آئے گا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح دوڑے ہیں جیسے زمین پر ہم دوڑتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا اور ہمارا رشتہ اور تعلق ٹائم اسپیس کے تحت ہو جائے گا دوڑنے کا مطلب قربت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جتنے آپ سے قریب ہے وہ قربت آپ کے اوپر کھول جائے گی آپ یہ دیکھنے لگیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کتنے قریب ہے جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی قربت کا تعلق ہے خود اللہ تعالیٰ نہ فرمایا ہے "کہ میں تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں" خود اللہ تعالیٰ نہ فرمایا... وہ فیل فوسیقون... میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیونہیں؟ یعنی اللہ تعالیٰ نہ ایک طرح آپ کو متوجہ کیا ہے کہ تم لوگ اس قدر نادان ہو اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ٹائم اسپیس کی حد بند ہوسے گزر کر اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کی شکل صورت میں دیکھنا چاہتے ہو ٹائم اسپیس کے بارے میں میں ابھی ختم کر رہا ہوں ٹائم اسپیس کے بارے میں کافی جہاں میں نہ سنا ہے ما شا اللہ بڑی اچھی اچھی انہوں نے باتیں کیں میں جہاں تک سمجھتا ہوں کہ ٹائم اسپیس کیا چیز ہے؟ انسان کی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے تو انسان کی زندگی حرکت کے علاوہ کچھ نہیں ہے کھانا، پینا، چلنا، پھرنا حرکت حرکت کے علاوہ انسان کی زندگی کیا ہے؟ کائنات کی زندگی حرکت کے علاوہ کچھ نہیں ہے کائنات میں کوئی چیز ٹری ہوئی نہیں ہے کائنات میں

اگر اربوں، کھر بوں، سلکھوں افراد، سیافراد کے لئے علاج سورج ایک فرض ہے، چاند ایک فرض ہے، ستارے ایک فرض ہے، جنات ایک فرض ہے، فرشتے ایک فرض ہے اربوں، کھربوں، سلکھومیں سے کوئی ایک فرض رک جائے تو کائناتی سسٹم ٹوٹ جائے گا کائنات ختم ہو جائے گی کن کا عمل درامت رک جائے گا کائنات مسلسل حرکت کا نام ہے جب کائنات مسلسل حرکت کا نام ہے تو کائنات میں سب سے بڑی موجود اشرف مخلوق انسان ہے وہ بھی حرکت کے علاوہ کچھ نہیں ہے ایک انسان دو پیروں سے زمین پر چلتا ہے وہ تا یہ کہ ایک پیر و اٹھا تا ہے، دوسرا پیر زمین پر رہتا ہے، تو پہلا پیر اٹھا کر جب وہ زمین پر رکھتا ہے، تو اس کو حرکت کے دو تعینات سے گزرنا پڑھتا ہے حرکت کا ایک تعین یہ کہ کسی قسم کے تحت اسے زمین پر پیر رکھنا ہے وہ تا کہ حرکت کا دوسرا تعین یہ کہ اسے کشش ثقل میں داخل ہو نہ کہ لئے اسے پیر اٹھا کر خلاء میں کچھ وقفہ کے لئے رکنا پڑھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کا ایک پیر اٹھ کر دوسرا پیر زمین پر پڑھتا ہے تو دراصل وہ زمین نہ اوپر نہیں چل رہا ہے وہ خلاء میں قدم رکھ رہا ہے اگر خلاء نہیں ہو گا تو حرکت نہیں ہو گی حرکت کے لئے خلاء کا ہونا ضروری ہے ساتھ ساتھ خلاء کے ساتھ کشش ثقل کا ہونا بھی ضروری ہے جب انسان دو پیروں سے چلتا ہے تو ایک پیر اس کا پیر رکھا ہوا ہے اور دوسرا پیر اسے دونوں پیر زمین پر رکھے ہوئے ہیں ایک پیر اور جب ایک پیر اٹھا تا ہے آدمی تو ایک پیر اٹھا نہ کہ اوپر پیر رکھنے کے درمیان میں جو خلاء ہے وہ زمانیت ہے انسان زمانیت اور مکانات دو دائرے میں حرکت کرتا ہے اور یہاں کشش ثقل نہیں ہے خلاء ہے اسے زمانیت ہے اور جہاں کشش ثقل ہے زمانیت سے انسان کچھ دیر کے لئے کچھ وقفہ کے لئے ہے محسوس کرتا ہے کہ میں خلاء میں نہیں ہوں مثلاً زمانیت، زمانیت اللہ ہے، زمانیت خالق ہے، مکانات مخلوق ہے اللہ تعالیٰ نہ جو قانون نافذ کیا ہے کائنات میں وہ ہے کہ جب انسان خلاء میں ہوتا ہے زمانیت میں ہے وہ تا کہ جب انسان کے پیر کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا جا تو وہ اور وہ وزن محسوس کرتا ہے وہ سب مکانات... حضور پاک کے ارشاد ہے کہ "زمانیت اللہ ہے زمانہ اللہ ہے... زمانہ کو بڑا نہ کہ زمانہ اللہ ہے تو انسان کی جتنی بھی حرکات اور سکونات ہیں اسے حرکت میں اسے حرکت میں اس کا رشتہ زمانیت کے ساتھ قائم ہے اور زمانیت کے ساتھ رشتہ قائم ہے وہ نہ کہ مطلب یہ ہے کہ ر دو قدم کے درمیان اس کو اللہ کے اندر داخل ہونا پڑھتا ہے جب تک وہ اللہ کے اندر داخل نہیں ہو گا وہ اسپیس زیر بحث نہیں آئے گا اسی بات کو اللہ تعالیٰ نہ فرمایا ہے: جہاں تم ایک ہو وہاں میں دوسرا ہوں، جہاں تم دو ہو وہاں میں تیسرا ہوں یہ تائم اسپیس کو سمجھنے کے لئے بہت آسان بات ہے کہ جب تک انسان کے اندر ساکت پیدا نہیں ہوتا، جب تک انسان کے اندر بوجھ محسوس نہیں ہوتا جب تک انسان کو شعور کسی ایک جگہ ڈرتا نہیں ہے تو وہ اسپیس ہے اور جب انسان بوجھ سے کشش ثقل سے آزاد ہو تا ہے تو وہ سب کا سب تائم

زمانیت، زمانیت ہر انسان ایک طرف زمانیت میں لٹکا ہوا اور دوسری طرف اسپیس اس کی اپنی طرف کھینچ رہی ہے کشش گرہز کا ایک لا متناہی سلسلہ جس میں انسان ازل میں پیدا ہوا ہوا ہاں سے مختلف دنیاؤں میں ہوتا ہوا اس عالم ناسوت میں پیدا ہوا عالم ناسوت میں سے دوسری دنیا میں چلا گیا کہیں بھی آپ جائیں اراف میں جائیں حشر اور نشر میجا ئیں ،یوم المزان میں جائیں جنت میں جائیں ،دوزخ میں جائیں وہاں ایک ہی کام ہو گا اگر جنت کے اوپر اسپیس نہ ہو تو وہاں درخت نہ ہوں گے اور اگر جنت میں درخت نہ ہو تو وہاں شہد کی دودھ کی لہریں نہ ہوں گی اگر جنت میں اسپیس نہ ہو گا تو سونہ ،چاندی، موتی ،زیورات کا ملاپ کا تذکرہ بہ معنی ہوجا ئے گا ہر جگہ اسپیس ہر جگہ زمانیت ہر جگہ اللہ اور ہر جگہ مخلوق ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ جنت اس دنیا کی طرح نہ ہے وہاں ٹائم اسپیس نہ ہے اگر وہاں ٹائم اسپیس نہ ہو گا تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ چلیں گے، کہہ سکتے ہیں کہ پھریں گے ، کتنے پھل کھا ئیں گے ، کس طرح آپ حوروں غلماء کا آپ نظارہ کریں گے ہر جگہ اسپیس ہر جگہ ٹائم ہر فرق یہ ہے اگر آپ اس بات کو جان لیں کہ اسپیس یعنی مکا نیت اور زمانیت کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ کیا ہے اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو آپ جہاں بھی رہیں وہ جنت ہے اگر آپ اس دنیا میں اس رشتہ کو تلاش کر لیں کہ انسان ایک قدم اٹھ کر زمین سے اور دوسرے قدم پر پڑھتا ہے تو وہ وقفہ چاہے وہ ایک منٹ کا ہو ، ایک لمحہ کا ہو، ایک سیکنڈ کا ہو وہ سب زمانیت ہے یہی صورت حال جنت میں ہے یہی صورت حال ہر جگہ ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا... اللہ انا ہو بکل شئی محیط... ایک دائرہ ہے اس دائرہ سے کوئی مخلوق باہر نہیں نکل سکتی ...اللہ انا ہو بکل شئی محیط... یہ ایک اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اس نظام کو سمجھنا آسان نہیں ہے حضور قلندر بابا اولیاء کا یہ ایجاز سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلام کا خاص کرم ورحم ہے کہ انہوں نے حضور قلندر بابا اولیاء کے روپ میں ہمیں ایک ایسی ہستی عطا فرمائی کہ نوع انسانی کو جس نے ان باتوں کو جو بیس بیس سال پچاس پچاس سال سمجھ میں نہیں آتے تھے ایک اور دو کے حساب سے سمجھا دیا خواجہ غریب نواز کے بارے میں تاریخ شاہد ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں بیت ہوئے اور چالیس سال کی عمر جب ہوئی تو ان کے پیرو مرشد نے پوچھا معین الدین تم کیا کرتے ہو تم کیا کام کرتے ہو انہوں نے کہ حضور خانکے کاپانی بھر تا ہوں کہ کتنا عرصہ ہو گیا ہے تم کو آئے ہوئے کے صاحب جوان آیا تھا بوڑھا ہو گیا ہوتا انہوں نے فرمایا کہ اچھا تم اب ہماری مجلس میں بیٹھا کرو غور طلب بات ہے کہ بائیس سال خانکے کاپانی بھر وائے کہ بعد پیرو مرشد نے اپنی صحبت میں بیٹھنے کی ایجازت دی بائیس سال اور اس کے بعد تعلیم اور تربیت کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک دن خوش ہو کر فرمایا کہ مدو انگلیاں اس کے کہ معین الدین اس میں تمہیں کیا نظر آتا ہے خواجہ معین الدین نے فرمایا: حضور ان دو انگلیوں کے درمیان اس میں

اٹھا رہا تھا۔ اے عالمین دیکھ رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا ٹائم اسپیس سے گزار نہ کہ لٹے روحانی قدریں اجھا کر نہ کہ لٹے خواجہ معین الدین کشتی جیسے برگزیدہ بندہ کو بہت بڑے بندہ کو بائیس سال گزار تو یہ اللہ کا ہمارا اوپر رحم اور کرم کہ جو چیزیں بائیس اور بائیس سال اور چالیس چالیس سال کے بعد مرشد کریم اور مرید الدین کو بتائے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو بہت جلدی سالوں، دنوں، ہفتوں، میں نہ ہیں گھنٹوں میں حضور قلندر بابا اولیاء کے فیض سے معلوم ہو ئیں اور آپ کے اندر منتقل ہو گئیں اب یہ اس بات کو ثبوت ہے کہ آپ لوگ اتنی اتنی دور سے تشریف لائے اور شام میاں نہ وقت لگا یا اور سب کے ذہنوں نہ یہ بات آگئی ہے کہ ہمارے ذہن کھولے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے صراط مستقیم پر کھڑا کر دیا ہے تو ہمیں پورا راستہ کر نہ کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے ایک یہ عرض کرنا ہے کہ یہ جو کچھ آپ نے یہاں سیکھا ہے، پڑھا ہے اس کو یہاں تک نہ محدود کر دیجئے یہاں جو چھوٹی چھوٹی نشستیں یہاں آپ نے بنا ئیں ہیں یا آپ اپنے گھر میں بھی کر سکتے ہیں اپنے بچوں کو بیٹھال کر اپنی بیگم کو بیٹھال کے اپنے شوہر کو بیٹھال کے ایک گھر کا ماحول ورکشاپ جیسا بنا لیجئے ہمارا ہر عمل آج سے ورکشاپ کی طرح ہو گا آپ اپنے بچوں کو بیٹھا ئیں، اپنے شوہر کو بیٹھا ئیں، اپنی بیگم صاحبہ کو بیٹھا ئیں، مہینہ میں ایک دن ہفتے میں ایک دن جب بھی موقع ملے ایک ماحول بنا ئیں اور اس دن کو ئی بھی کتاب اٹھالیں کو ئی بھی سوال کر لیں بچوں کی ذہنی ساکت کی مناسبت سے سوال و جواب افہام و تفہیم کی ایک مجلس قائم کریں انشا اللہ اس کا آپ کو فائدہ پہنچے گا ایک سال کے بعد ورکشاپ میں آئے سے فائدہ ملتا ہے وہ آپ کو گھر بیٹھے فائدہ پہنچ سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہمارا یہاں بیٹھنا یہاں کی علمی صلاحیت ہمارے لئے مقدس فرمائے آمین